دل کی بات

نگران وزیرِ اعظم ملک معراج خالد نے ایک بیان میں کہا ہے "دس ہزار کرپٹ افراد کی فہرست ہمارے پاس موجود ہے۔ مگر ۹۰ دن میں ان سب کا احتساب مشکل ہے"

وزیر اعظم کی دوسری بات سے ہم اتفاق نہیں کرتے۔ اگر حکومت احتساب کرنے میں واقعی سنجیدہ ہے تو اب بھی دو ماہ باقی ہیں اور احتساب کے لئے یہ بڑا وقت ہے۔ مگر قرائن و شواہد سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نگران حکومت اپنے "پسندیدہ" افراد کے احتساب تک ہی محدود رہنا چاہتی ہے۔ نگران حکمران بعض کو حکومت میں شامل کرکے اور بعض کو باہر رکھ کر احتساب کا عمل جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

مثلاً ممتاز بھٹو جو سندھ کے بے شمار تھانوں میں پولیس کو مطلوب ہیں۔ ان پر بغاوت کا الزام بھی ہے اور وہ اشتہاری ملزم بھی ہیں مگر انہیں سندھ کا نگران وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ طارق رحیم صاحب کی شہرت بھی "اچھی" ہے۔ معین قریشی کے احتسابی عمل میں ان کا نام نادہندگان میں شامل تھا۔ کنور ادریس، سندھ کے کٹر اور سکہ بند خاندانی قادیانی ہیں۔ انہیں سندھ کی نگران کابینہ میں وزیر بنا دیا گیا ہے۔ نواز شریف کے عہدِ اقتدار میں بھی انہیں سندھ میں اہم عہدہ پر فائز کیا گیا تھا۔ تب بھی مسلمانوں نے اس پر احتجاج کیا اور آج بھی سراپا احتجاج ہیں۔

ایسی مثالیں بڑی اور چھوٹی سطح پر اور بھی موجود ہیں۔ جناب صدر مملکت فاروق احمد خاں لغاری نے ایک بہت اچھا کام کیا جو زرداری حکومت کو چلتا کیا مگر...... احتساب کے بغیر انتخاب؟ وہی ملزم وہی محتسب؟ یا للعجب.....! یہ کیا ماجرا ہے؟

ادھر سیاست دانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ انتخاب کے بغیر زندگی کا تصور ہی نہیں کرتے۔ بے نظیر اور نواز شریف دونوں انتخاب پر متفق ہیں۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں کا کہنا ہے کہ انتخاب سے پہلے احتساب جمہوری نظام کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ بے نظیر کہتی ہے کہ میری دعا ہے نواز شریف بنیاد پرستوں سے نہ ملیں اور سسٹم بچائیں۔ نواز شریف کہتے ہیں احتساب ہو چکا ہے۔ اب انتخاب ہونا چاہئیے۔ نواز شریف انتخابات کے لئے اتنے بے تاب ہیں کہ فوراً انتخابی منشور پیش کر دیا اور مسلم لیگ کو اقتدار ملنے کی خوشخبریاں بھی سنا رہے ہیں۔

سیاستدانوں کے بیانات اور اعمال کی روشنی میں ایک بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ آپس میں شدید ترین اختلافات کے باوجود "سسٹم" کو بچانے پر متفق ہیں۔ یعنی "جمہوریت" کو بچانے کے لئے ایک ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ سسٹم بدمعاش ہے۔ اس نظام میں جو آئے گا خوب ہاتھ صاف کرے گا۔ آج تک ہمارے ملک میں تو یہی کچھ ہوتا آیا ہے۔ ویسے بھی بدعنوان اور لٹیرے صرف اسی نظام میں پناہ گیر ہو سکتے ہیں۔ سیاست دانوں کی بقا اسی نظام کی بقا میں ہے..... خواہ کوئی بھی اقتدار میں آجائے باری

بدلے گی، افراد بدلیں گے۔ مگر "کھانے پینے کا نظام" تو سب کا چلتا رہے گا...... اور "کھاؤ پیو پارٹی" اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرم رہے گی۔

جنابِ صدر مملکت! جس طرح آپ نے اپنے آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے پیپلز پارٹی کی حکومت کو چلتا کیا ہے اسی طرح اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں احتساب کا عمل شروع کرائیں۔ قوم انتخاب نہیں صرف احتساب چاہتی ہے۔ اور جنابِ صدر! یہ قومی مجرموں کو نگران حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔ اس اقدام سے حکومت پر عوام کا اعتماد مجروح ہوا ہے۔ اور مقاصد مشکوک ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو حکومت سے الگ کیجئے اور پوری قوت سے احتساب کیجئے۔ وزیراعظم ملک معراج خالد نے جن دس ہزار افراد کی فہرست کی نشاندہی کی ہے کم از کم انہیں ہی پکڑلیں تو ملک کی معیشت بہتر ہو جائے گی۔

جناب قاضی حسین احمد اور دیگر مذہبی جماعتوں کو، معلوم نہیں انتخاب میں کیا فائدہ نظر آرہا ہے۔ کیا ان کی حالت سابقہ انتخاب کے مقابلہ میں زیادہ بہتر ہے۔ ادھر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں جو "نویدِ مسرت" سنی گئی ہے اس سے قاضی صاحب کو تو کان ہوگئے ہوں گے، دیگر دینی جماعتوں کو بھی چوکنا رہنا چاہیئے کہ ان کا انتخاب کا شوق پورا کرنے کے لئے "جمہوریت زادوں" نے اب کے اور بہتر انتظام کرلیا ہے۔

....

نمائندہ نقیب

حضرت مولانا شیر علی صاحب دارِ بنی ہاشم میں

افغانستان کی "طالبان تحریک" کے سرپرست حضرت مولانا شیر علی مدظلہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعہ صبح دارِ بنی ہاشم ملتان میں تشریف لائے۔ آپ ایک جید عالم دین ہیں، ایک عرصہ دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) میں استاذ رہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت امیر شریعت کی ۱۹۵۲ء کی معرکہ آراء تقریر آپ ہی نے قلم بند فرمائی تھی۔ مولانا مدظلہ ایک طویل عرصہ سعودی عرب میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آجکل کراچی میں قیام پذیر ہیں۔

وہ کچھ دیر دارِ بنی ہاشم میں ٹھہرے۔ مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری، سید محمد ذوالکفل بخاری سے آپ نے افغانستان کی تازہ ترین صورتِ حال پر تبادلہ خیال کیا۔